افادات : حضرۃ مولانا سمیع الحق مدظلہ العالی
ضبط : مولانا عبدالقیوم حقانی

نظامِ اکل وشرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذیؒ کی جامع السنن کے کتاب الاطعمہ کے احادیث کی روشنی میں

میٹھی چیزوں کا استعمال، سالن کے بارے میں ہدایات اور پڑوسی کے حقوق

باب ماجا فی حب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحلواء والعسل

عن عائشۃؓ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب الحلواء والعسل۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حلواء (میٹھی چیزوں) اور شہد کو بہت پسند کرتے تھے۔

میٹھی اشیاء سے رغبت عین فطرت ہے

کھانے پینے میں میٹھی چیز کھانا بھی مستحسن ہے، میٹھی اشیاء کے استعمال سے محبت عینِ فطرت ہے جس انسان کی فطرت مسخ نہیں اور اس کے اخلاطِ اربعہ صحیح ہیں اور مزاج و اخلاط پر امراض کا غلبہ نہیں ہے جسم صحیح ہے، صحت درست ہے۔ مزاج میں اعتدال ہے تو یہ فطرت کا تقاضا ہے کہ اسے میٹھی چیز سے رغبت ہوگی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحت مند تھے ان کے بدن مبارک کے اجزاء و اخلاط اعتدال پر تھے قوی مضبوط تھے تو انہیں بھی میٹھی چیز سے رغبت تھی۔ العیاذ باللہ یہ حرص یا بسیار خوری یا لذت پسندی نہیں تھی بلکہ یہ عین فطرتِ صحیحہ کا تقاضا ہے۔

حلواء کے مصداق میں عموم ہے

الحلواء سے مراد صرف موجودہ دور کی مروجہ مٹھائیاں ہی نہیں ہیں جو پاک و ہند یا دوسرے ممالک میں استعمال کی

جاتی ہیں اور نہ ہی صرف ہمارے علاقوں کے مروجہ حلوہ جات ہیں بلکہ حلواء کا معنیٰ عام ہے یعنی میٹھی چیز کا استعمال المراد به کل شیٔ حلو، کھجور، شکر، کھیر وغیرہ سب حلواء میں داخل ہیں مختلف اشیاء کو جمع کر کے ایک مرکب میٹھی چیز کا نام ہی حلوہ ہے اس لحاظ سے جو مختلف اوطان، علاقوں اور ممالک میں مرکب میٹھی چیزیں بنائی جاتی ہیں، سب حلواء کا مصداق ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دودھ، کھجور اور دیگر متعدد اشیاء کو ملا کر ایک مرکب میٹھی چیز بنائی جاتی تھی جسے حلواء کہتے تھے۔ بعض اوقات اس میں عسل (شہد) بھی استعمال کیا تھا۔

سب سے پہلے آٹے، شہد اور گھی کا حلواء حضرت عثمانؓ نے حضورؐ کو کھلایا تھا۔

محدثین نے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عثمانؓ نے حلواء بنا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا اور آپؐ نے اسے پسند بھی فرمایا۔ یہ حلواء آٹے، شہد اور گھی سے بنایا گیا تھا اس زمانے میں گڑ یا چینی اور شکر وغیرہ کا استعمال اس قدر عام نہ تھا اس لیے میٹھی چیز عموماً شہد یا کھجور سے بنائی جاتی تھی۔

شہد

شہد (عسل) بذاتِ خود بھی میٹھی چیز ہے اور حلواء کا مصداق ہے۔ حدیث میں اسکا ذکر تخصیص بعد التعمیم کے قبیل سے ہے۔ یعنی اولاً تو حلواء کا ذکر کیا جو ایک عام لفظ ہے اور جس کے حکم میں شہد بھی داخل ہے لیکن پھر بعد میں خاص طور پر شہد کو بھی ذکر فرمایا۔ مگر حدیث میں اس کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے کہ اس کی اہمیت، بہتر بن طبی صلاحیت اور عظمت و شرافت مزید واضح ہو جائے۔ وذکر العسل بعدها تنبيها على شرافته ومزيته۔ امام نوویؒ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

عوام کی ایک پھبتی کا جواب

باقی رہی عوام کی طرف سے علماء پر یہ پھبتی کہ مولوی حضرات حلواء زیادہ کھاتے ہیں مگر اس میں قباحت کیا ہے یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور عینِ فطرت ہے مگر عملاً جو صورت حال ہے وہ آپ سب جانتے ہیں، جتنے حلوے، مرّوجہ مٹھائیاں حرص وطمع اور جس وارفتگی سے یہ معترضین کھاتے اور اس پر پلکتے ہیں مولوی حضرات میں اس کی ادنیٰ جھلک بھی نہیں۔

حلواء سے رغبت کا صحیح مطلب

كان النبي صلى الله عليه وسلم يحب الحلواء۔ اس سلسلہ میں ایک گذارش یہ بھی ملحوظ رہے جیسا کہ امام خطابیؒ نے یہی فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا میٹھی چیز کو پسند کرنا ایسا نہ تھا کہ بس وہ اسی کی تمنا حصول اور اسی کے استعمال کا اہتمام کرتے تھے اور نہ یہ بات تھی کہ آپ اکثر و بیشتر میٹھی چیز کھانا پسند

فرماتے تھے بلکہ یحب الحلواء کا مطلب محض یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دستر خوان پر میٹھی چیز آجاتی تو آپؐ اس کو بھی اتنی رغبت سے تناول فرماتے کہ معلوم ہوتا کہ یہ بھی آپؐ کو بہت پسند ہے۔ وقال الخطابی لم یکن حبہ صلی اللہ علیہ وسلم لہا علی معنی کثرۃ التشھی لہا وشدۃ نزاع النفس الیہا انما کان ینال منہا اذا حضرت الیہ نیلاً صالحاً فیعلم بذلک انہا تعجبہ

باب ماجاء فی اکثار المرقۃ

عن علقمۃ بن عبد اللہ المزنی عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتری احدکم لحماً فیکثر مرقتہ فان لم یجد لحماً اصاب مرقہ وھو احد اللحمین۔

عن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحقرن احدکم شیاءً من المعروف وان لم یجد فلیلق اخاہ بوجہ طلیق واذا اشتریت لحماً اوطبخت قدرا فاکثر مرقتہ اواغرف لجارک منہ۔

حضرت علقمہ بن عبد اللہ المزنی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص گوشت خریدے (یعنی) گوشت پکانے کا ارادہ کرے تو اس میں شوربہ زیادہ رکھے اب اگر گوشت نہیں ملتا تو شوربہ لے لیگا شوربہ دو گوشتوں میں سے ایک گوشت ہے۔

حضرت ابوذر رضؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھلائی کے کسی حصہ اور کسی جزو کو بھی حقیر نہ سمجھے اگر اس سے کچھ نہ ہو سکے تو یہی کرے کہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملے اور جب تم گوشت خریدو اور پکاؤ تو شوربہ بہت رکھو اور اس میں اپنے پڑوسی کو بھی (کم از کم) چلو (بھر) دیدو۔

سالن پکاتے وقت شوربہ میں زیادہ کی ترغیب

آداب طعام میں سے یہ بھی ہے کہ سالن اور گوشت کا شوربہ زیادہ بنایا جائے۔ مرقہ

گوشت پکاکر اس کے سالن یا شوربہ کو کہتے ہیں یخنی وغیرہ بھی اس کا مصداق ہیں۔

اذا اشتریٰ احدکم لحما، یعنی جب تم میں سے کوئی شخص گوشت خریدے تاکہ اسے پکاکر کھائے حدیث میں ذکر خریدنے کا ہے مگر مراد حصول ہے، خرید کر حاصل کرے یا اپنی چیز ذبح کرے یا دوستوں سے حاصل کرے اسے بہرحال فلیکثر مرقتہ شوربہ میں زیادتی کرنی چاہیئے اور کھانے والوں کو اگر گوشت نہ ملے تو اس کا شوربا بھی کافی ہے کہ اصل سالن تو یہی ہے کہ اس میں گوشت کے اصل اجزا اور جوہر کشید کر لیا گیا ہے یہ احد اللحمین ہے لان دسم اللحم یتحلل فیہ فیقوم مقام اللحم فی التغذی والنفع ایک گوشت تو بظاہر ہے کہ اس کی بوٹیاں ہیں مگر دوسرا گوشت اس کا جوہر اور حقیقی اجزاء ہیں جو شوربے یا سالن میں موجود ہیں۔

ماء اللحم یہ ماء اللحم ہی اصل گوشت ہے اور بڑی قیمتی چیز ہے مختلف ادارے ہمدرد وغیرہ اس ماء اللحم کو علیحدہ تیار کر کے تقسیم کرتے ہیں۔

آج حکیم اور ڈاکٹر جس ماء اللحم کو خصوصیت اور اہتمام کے ساتھ مریضوں کے لیے ضروری اور صحت کے استحکام کے لیے بطور معالجہ کے تجویز کرتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل اس کی ضرورت واہمیت کو اجاگر فرمایا دیا تھا کہ صرف بھونے ہوئے گوشت اور نچوڑ دی گئی بوٹی پر اکتفا نہ کریں اور بہرصورت اس پر خوش نہ ہوں بلکہ بعض اوقات بھونا ہوا گوشت نقصان پہنچاتا ہے، معدہ اور ہاضمہ کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے اور اگر اس گوشت کے اصل جواہر یخنی، شوربہ یا ماء اللحم کو استعمال کیا جائے تو وہ زیادہ نافع اور صحت کے لیے زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے۔

انسانی ہمدردی اور مواسات کا درس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس ارشاد میں مواسات، انسانی ہمدردی، مروت اور عمدہ اخلاق اور فیاضی کا سبق دینا چاہتے ہیں محبت اور ایک دوسرے سے ہمدردی و غم خوری پیدا کرنا مقصد ہے کہ اہل ثروت لوگ، غرباء ومساکین اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ امداد کی عادت اپنائیں۔ مہمانوں۔ پڑوسیوں اور فقراء ومساکین کے ساتھ یہ ہمدردی تب ہو سکے گی جب ہانڈی میں سالن زیادہ ہوگا مرقہ شوربہ پہلے سے زیادہ تیار کیا گیا ہو تو آنے والے مہمان، بھوکے پڑوسی اور غرباء ومساکین کی خبر گیری میں سہولت رہتی ہے۔

عرب اور اسی طرح ہمارے علاقوں کے روایات میں دیگر بہت سی اشیاء کی طرح سالن اور شوربا زیادہ بنانے میں بھی مماثلت ہے ان کے دل کھلے ہوتے ہیں، مہمان آئے، فقراء اور مساکین کی ضرورت

ہو یا پڑوسیوں کے ساتھ تعاون، جب سالن پہلے سے زیادہ ہوتا ہے تو وہ کھلے دل سے حسب ضرورت خدمت کر لیتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلقین کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ آپ پڑوسی، فقیر اور مسکین کو ایک دو چمچ سالن دے دیا کریں جیسا کہ باب ہذا کی دوسری حدیث میں و اغرف لجارک کے الفاظ آئے ہیں اس سے انسانی ہمدردی، باہمی محبت و مروت اور انسانی معاشرت کی تشکیل میں مدد ملے گی۔

محمد بن فضا، راوی حدیث

ومحمد بن فضا وھوالمعبّر یعنی وہ خوابوں کی تعبیر کے ماہر تھے بعض حضرات کو اللہ پاک تعبیر الرویا کا ملکہ اور علم مہارت عطا فرماتے ہیں۔ خوابوں کی تعبیر کے لیے بھی ذہانت، صلاحیت، دیدہ ریزی، تعمق اور تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن کی آیت، حدیث رسول اور احوال وشواہد سے استنباط کرنا پڑتا ہے۔ محمد بن فضاؒ بھی علامہ ابن سیرینؒ کی طرح خوابوں کے معبر ہیں وہ علم تعبیر الرویا کے امام تھے اور اسی علم وفن کی وجہ سے ان کی عظمت وشہرت ہے، ان کی مشہور کتاب کا نام تعبیر المنام ہے اور اس کی ایک بڑی اور جامع شرح بھی لکھی گئی ہے۔ جس کا نام تا تیں الانام فی تعبیر المنام ہے۔

تعبیر الرویا باعث تنقید ہے

تعبیر الرویا کے لیے بھی قواعد ہیں ضوابط ہیں مگر زیادہ مدار اس کا عقلیات پر ہے فکری اور ذہنی کاوشوں سے کام لینا پڑتا ہے لہٰذا ان پر اسی وجہ سے تنقید بھی کی گئی ہے

وقد تکلم سلیمان بن حرب یعنی سلیمان بن حرب نے ان کے بارے میں کچھ جرح کی ہے گفتگو کی ہے اور وہ بھی ہو گی کہ انہوں نے اسے معبّر قرار دیا ہے جیسا کہ ابن جنیدؒ کہتے ہیں کہ میں نے جب ابن معینؒ سے کہا کہ محمد بن فضاؒ خوابوں کی تعبیر بتایا کرتے تھے تو انہوں نے فرمایا نعم وحدیثہ مثل تعبیرہ جی ہاں! ان کی حدیث بھی ان کے تعبیر خواب کے مانند ہوا کرتی تھی۔

قبول حدیث میں محدثین کا حزم واحتیاط

محدثین حضرات کا قبول حدیث اور استنباط میں بڑے جامع اصول اور بہت بلند معیار ہے آپ جانتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ایک جید عالم معروف محدث اور مسلّم بزرگ کی روایت اس لیے مسترد کر دی تھی کہ انہوں نے اپنے گھوڑے کو چارہ دینے کے انداز میں مگر خالی دامن دکھا کر بلایا تھا اور ایک

حیوان کے ساتھ دھوکہ کی صورت اختیار کی تھی

لہٰذا سلیمان بن حرب نے بھی محمد بن فضیلؒ میں ان کے معبّرِ خواب ہونے کے پیشِ نظر تکلم کیا ہے معبرین تو خیالات واجتہادات سے کام لیتے ہیں عقلیات پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ اس لیے حدیث میں بھی ان سے بے احتیاطی ہو سکتی ہے۔

ادنیٰ سے ادنیٰ معروف کے اپنانے کی ترغیب

لا یحقرن احدکم شیئاً من المعروف حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کسی بھی نیکی اور بھلائی کے کسی جزو اور ادنیٰ سے ادنیٰ حصہ کو بھی کم نہ سمجھو جو بھی ہو سکے نیکی کا اقدام کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اتقوالنار ولو بشق تمرۃ ۔ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اگرچہ وہ آدھی کھجور کے صدقہ سے کیوں نہ ہو۔

معروف کسے کہتے ہیں

معروف کو اللہ تعالیٰ ملحوظ رکھتے ہیں اس کی قدر کرتے ہیں بظاہر نیکی چھوٹی اور معروف کم ہے معمولی ہے مگر خدا کی بارگاہ میں بہت بڑی ہے ۔معروف ہر وہ نیکی بھلائی اور عمل واقدام مراد ہے جسے قرآن وحدیث اور سلفِ صالحین نے اختیار کیا ہے اللہ کی عبادت ، رسولؐ کی اطاعت ،لوگوں کے ساتھ احسان وحسنِ خلق ، اہل اللہ کی محبت ،صدقہ و خیرات ،سلام میں سبقت اور خندہ جبینی سب معروفات کے قبیل سے ہیں فلیلق اخاہ بوجہ طلیق ، طلیق خندہ جبینی اور بشاشت کو کہتے ہیں جو عبوس یعنی ترشروئی کی ضد ہے اس سے مسلمان کا دل خوش ہوتا ہے مخاطب کو مسرت حاصل ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایک مسلمان کا دل خوش کرنا ایک بہت بڑی نیکی ہے مگر اس کو حقیر نہ سمجھا جائے ۔ آج ایک پیسہ دینا ،معمولی چیز دینا ، خدا کی راہ میں لوگ عار محسوس کرتے ہیں ۔ حالانکہ یہ عار کی بات نہیں ہے ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جتنی بھی توفیق ہو اللہ پاک کی راہ میں دے دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بینک میں وہ ایک روپیہ کروڑہا روپے سے بدل جاتا ہے ۔

چھوٹی سی نیکی نجات کا ذریعہ بن سکتی ہے

جب جہنم گنہگار کو اپنے گھیرے میں لیلے گی اور اس کے شعلے آگے بڑھیں گے تو اس گنہ گار اور جہنم کے شعلوں کے درمیان پہاڑ حائل ہو جائیں گے یہ شخص حیران ہوگا کہ یہ کون سا پہاڑ ہے جو درمیان میں حائل ہوگیا ہے اور مجھے جہنم کے شعلوں سے بچانا ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ تم نے خدا کی راہ میں آدھی کھجور دی تھی ، اخلاص کے ساتھ خدا تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے رہے اور وہی بارگاہِ ربوبیت

ہیں بڑھتی رہی اور آج وہ پہاڑ کے مانند بن گئی اور اسی کی وجہ سے آج جہنم سے تمہاری حفاظت و نجات کا انتظام کیا گیا ہے اسی لیے فرمایا گیا اتقوا النار ولو بشق تمرۃ ۔

کسی گناہ کو بھی معمولی نہ سمجھو

جس طرح آپ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد پڑھا کہ ۔ لا یحقرن احدکم شیئاً من المعروف ، یعنی معمولی نیکی کو معمولی نہ سمجھو ، اسی طرح گناہ کو بھی معمولی اور چھوٹا نہ سمجھو ، بطور مثال ، دارالعلوم میں پانی کی ٹوٹی کھلی ہوتی ہے ۔ پانی ضائع ہو رہا ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں ، مگر بند نہیں کرتے ، تو یہ بھی گناہ ہے ۔ بظاہر معمولی ہے مگر حقیقت میں معمولی نہیں ۔ راستہ میں پتھر پڑا ہے کانٹے پڑے ہیں یہی اماطۃ الاذیٰ عن الطریق ہے ۔ جس کا حدیث میں ذکر آیا ہے ، ہر وہ چیز جو راستے میں لوگوں کی ایذاء اور تکلیف کا سبب بنے راستے سے ہٹانا اماطۃ الاذیٰ عن الطریق ہے ۔

طلبۂ مدارس کو خصوصی تنبیہ

مثلاً آپ دارالعلوم میں ہیں یہ ایک اسلامی ریاست ہے یہ آپ کا اپنا شہرِ علم ہے ، لہٰذا اگر ایک جگہ بلب جل رہا ہے اور اس کی ضرورت نہیں ہے تو اس کو بند کر دو ، یہ مدارس تو سب کی متاعِ مشترک ہے یہ بیت المال ہے ایک منٹ بھی اگر بلاضرورت بلب روشن رہا تو سب کا نقصان ہوا اور بیت المال میں خیانت ہوئی ، اپنے کمرہ میں تو صفائی کر دی مگر کوڑا کرکٹ کمرے کے سامنے برآمدے میں ڈال دیا تو یہ بھی ایذاء مسلم ہے تو برآمدے کی بھی صفائی کرنی چاہیئے ، اب یہاں دارالعلوم حقانیہ میں طلبہ کی سہولت کے لیے کوڑا کرکٹ ڈالنے کیلئے ڈرم رکھے گئے ہیں تو گندگی ان میں ڈال دی جانی چاہیئے بظاہر یہ چھوٹی چیزیں ہیں اور معمولی اعمال ہیں مگر خدا کی بارگاہ میں اجر و ثواب کے لحاظ سے بلند درجہ رکھتی ہیں ۔

کاغذ کا احترام

راستے میں کاغذ پڑے ہوتے ہیں جن پر کچھ لکھا یا چھپا ہوتا ہے ، لوگ کہتے ہیں کاغذ ہے حقیر سی چیز ہے پاؤں تلے روندتے ہیں مگر خیال رکھنا چاہیئے ان پر تو اللہ کا نام لکھا ہوتا ہے ۔ قرآنی قاعدہ کے حروف تہجی سے مرکب الفاظ ہوتے ہیں ۔ اب کاغذ اٹھانے اس کی حفاظت کرنے اور اس کا احترام کرنے کو معمولی اور حقیر نیکی نہ سمجھو اسے اٹھا لو اور ادب و احترام سے محفوظ مقام میں رکھ لو ، اوروں کی بات تو اپنی جگہ ، احترام تو بہر حال سب کو کرنا چاہیئے ، مگر طلبہ اور اہل علم جن کا شب و روز کا کام کاغذ سے ہے قلم سے ہے ، علم سے ہے ، انہیں تو اوروں سے زیادہ کاغذ کا احترام کرنا چاہیئے ، کہ کاغذ تو علم کا ذریعہ بھی ہے ۔ کچھ بدنصیب لوگ ایسے بھی ہیں جو اخبارات کے کاغذات سے استنجاء تک کرنے کی جرأت کر لیتے ہیں ———

فانا للہ وانا الیہ راجعون ، یہ کتنی بدنصیبی اور جہالت ہے ۔

سویا تو کُردی تھا جب اٹھا تو عربی تھا

ایک جاہل گنوار شخص نے جو کردی قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا کاغذ پایا ، اس کو ادب سے اٹھایا احترام کیا اور اس کے بے جا گرے پڑے ہونے کی وجہ سے رویا کہ کہیں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب نہ بن جائے ، اللہ کا عذاب نازل نہ ہو ، کاغذ کو اٹھایا خوشبو لگائی اور احترام کی جگہ پر رکھدیا اور اسی غم میں سوگیا ، صبح اٹھا تو فصیح عربی پر قادر تھا عالم دین اور علامہ بن چکا تھا علم لدنی حاصل تھا یہ معروف واقعہ ہے کہ "امسیت کردیا واصبحت عربیا" ، جب میں رات کو سونے لگا تو جاہل گنوار اور کردی قبیلہ کا ایک فرد تھا جب اٹھا تو عربی تھا ۔

بہرحال علم کے برکات تب حاصل ہوں گے جب استاذ ، کتاب ، اور علم ، قلم و دوات ، مدرسہ اور معمولی معمولی نیکیوں کی قدر کرنے اور ان کو انجام دینے کی فکر ہوگی ۔

مادر علمی کا احترام

ایک مدرسہ بھی طلبہ کے لیے بمنزلہ کتاب کے ہوتا ہے ، ہمارے اکابر تو اساتذہ کے گھروں ، مادر علمی یعنی مدارس کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں سوتے تھے ، فرماتے تھے کہ یہ ہمارے لیے علمی قبلہ ہیں ۔ حضرت گنگوہیؒ اور حضرت مدنیؒ نے علم دین کی بلند رفعتیں حاصل کیں تو اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ نیکیوں کو عظیم اجر و ثواب سمجھ کر عملاً اپنا لیا کرتے تھے ، وہ اپنی درسگاہوں کا بھی اتنا ہی احترام کرتے تھے ۔ جتنا کہ وہ کتاب کا احترام کرتے تھے ۔ اب بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو سلف صالحین کا نمونہ ہیں ۔ دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فضلاء ، جید علماء اور اکابر ہیں مگر جب دارالعلوم میں آتے ہیں تو دور سے جوتے اُتار لیتے ہیں ۔ بہرحال ان احترامات اور آداب و اخلاق اور اخلاص سے علم کی برکتیں حاصل ہوتی ہیں ۔ اگر مطالعہ کم ہو ریاضت و مجاہدہ نہ ہو ذکاوت نہ ہو ادب ہو تو روحانیت اور فیوض و برکات کا کنکشن لگ جاتا ہے ، اور فیض پھیلتا ہے تو یہ چیزیں ادب سے آتی ہیں ۔

ایک مکھی کو سیاہی چوسنے کا موقع دیا تو نجات مل گئی

لا یحقرن احد بظاہر تو حدیث کا ایک جملہ ہے مگر اس میں علم و ادب اور معارف و معانی کا سمندر ہے ، اور یہ جوامع الکلم میں سے ہے ، معمولی نیکی بظاہر معمولی ہوتی ہے مگر جب خدا کے لیے ہو تو نجات کا سبب بن جاتی ہے غالباً حضرت امام غزالیؒ کا واقعہ ہے ، کتنے بڑے آدمی ہیں کتنا علم ، کتنے عظیم تصنیفات کس قدر علوم و معارف کا خزانہ ، خواب میں کسی نے دیکھا ، پوچھا کہ

نجات کیسے ہوئی فرمایا کتابیں تصنیفات علمی کارنامے کچھ بھی کام نہ آئے، ایک روز کتابت کر رہا تھا کہ ایک مکھی قلم کی قط (نب) پر آکر بیٹھ گئی میں نے اپنا ہاتھ لکھنے سے روک دیا تاکہ مکھی اطمینان سے سیاہی چوس کر اپنی پیاس بجھا سکے، خدا تعالیٰ نے اس ایک نیکی کی وجہ سے میری مغفرت فرما دی۔

گناہ ایک خطرناک دشمن

اسی طرح حدیث کا مضمون ہے کہ مومن کے لیے معمولی سا گناہ بھی جبل احد کے نیچے آنے سے کمتر نہیں ہوتا، گناہ اسے اس طرح کا عذاب لگتا ہے کہ گویا دو پہاڑوں کے درمیان میں پھنس کر دلنار ہے یا سیاچین گلیشیر کی پہاڑیوں سے گر رہا ہے اور جسے گناہوں سے رغبت اور عادت ہو جائے اس کے لیے گناہ کی مثال مکھی کی ہے کہ ناک پر بیٹھی اور اڑا دی۔

بخشش کرنے والے اور لینے والے کے لیے ہدایات

حدیث کا ایک معنیٰ یہ بھی کیا گیا ہے کہ موھوب لہ (جس کو ھبہ اور بخشش کے طور پر کوئی چیز دی جائے) کو کہتے ہیں اب اس حدیث میں واھب (عطیہ دینے اور بخشش کرنے والے) سے کہا جا رہا ہے کہ آپ کے پاس اگر زیادہ خزانے نہیں۔ مال کی وسعت نہیں ہے تو ایک روپیہ یا دو روپے، پانی کا گلاس، کھجور کا دانہ اس کا صدقہ کرنا بھی معمولی نہ سمجھو۔ جو میسر ہے دیدو اسی طرح موھوب لہ (جس کو دیا جا رہا ہے) سے بھی کہا گیا ہے کہ جو چیز تمہیں دے دی گئی ہے اس سے اعراض و استنکار نہ کرو، اسے خدا کی نعمت اور غنیمت سمجھو، ایک غریب شخص نے جو چیز بھی محبت کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہے، اس پر خدا کا شکر ادا کرو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا، غرباء، مساکین، کاریگروں اور مزدوروں کی روکھی سوکھی دعوت کو قبول فرمایا کرتے تھے تو مراد یہ ہوئی کہ وان لم یجد الواھب، فلیلق اخاک بوجیہ طلیق یعنی اگر واھب کے پاس دینے کے لیے کچھ نہیں ہے تو سائل کو خندہ جبینی سے رخصت کرنا چاہیئے۔ اور معقول عذر کر دینا چاہیئے۔

وان لم یجد الموھوب لہ یعنی جب موھوب لہ، واھب یعنی معطی کا بدلہ نہیں دے سکتا اور اس کا عملی شکریہ نہیں ادا کر سکتا ھل جزاء الاحسان الاحسان کی صورت میں عملاً کوئی چیز تحفۃً نہیں دے سکتا تو واھب کے لیے محبت اور بشاشت سے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اس کے لیے دعا کرے، جزاک اللہ کہدے، یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

پڑوسی کے حقوق کی تاکید

حدیث کے الفاظ میں معروفات کو معمولات میں لانے کے ساتھ ساتھ پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی کی ترغیب بھی ہے کہ سالن پکاتے

(بقیہ صد ۲۴ پر)